Vol.4 No.2 2020

HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

گورنمنٹ کالج لاہور میں ن۔م۔راشد کی نثری خدمات کا تحقیقی جائزہ

(A RESEARCH ANALYSIS ON N M RASHID'S PROSE WORKS AT GOVT. COLLEGE LAHORE)

محمد ریاض عابد،[1] عابد سلیم[2]

ABSTRACT03074003004

N.M. Rashid one of the most modern prolific Urdu poet, writer prose writer. He was blessed an educational atmosphere. He adopted poetry from his Grandfather and write a poem when he was in 5th class. His taste of poetry enriched in the passage of time he also made mark in prose writing. He wrote a few essays at intermediate class level but Government college atmosphere enriched his taste and versatility. Ahmad Shah Patras Bukhari was a great humorous writer and we can see its influence on N.M. Rashid's writings which was published in Ravi. He also wrote humorous editorials being a editor of Ravi. N. M. Rashid was a legendry man and he made a mark in poetry, criticism humorous and as prose writer.

Keywords: N. M. Rashid, GC Lahore, Ahmad Shah Patras Bukhari, Ravi Magzine, Editor, Editorial

کلیدی الفاظ: ن۔م۔راشد، گورنمنٹ کالج لاہور، احمد شاہ پطرس بخاری، راوی میگزین، ایڈیٹر، اداریہ

راشد نے جہاں شاعری کے میدان بہت نام کمایا وہاں اُنہوں نے نثر کے میدان میں بھی اپنا لوہا منوایا ہے۔راشد نے اگرچہ لکھنے کا آغاز گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے دور طالب علمی میں کیا لیکن ان کی وہ تحریریں اس قدر پختہ نہیں ہیں۔راشد کی نثر میں پختگی گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانہ طالب علمی آئی۔راشد نے یہاں آکر جب لکھنے کا آغاز کیا تو اُنہوں کچھ مزاحیہ مضامین بھی لکھے جو راوی کا حصہ بنے۔راشد کی مزاحیہ تحریروں کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہ چند ایک سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے جب راشد گورنمنٹ کالج لاہور کے طالب علم رہے راشد یہاں 1928ء میں آئے اور یہ گورنمنٹ کالج میں پطرس بخاری کا زمانہ تھا۔اس دور میں جو بھی طالب علم گورنمنٹ کالج میں آیا اور اُسے لکھنے کی عادت بھی تھی تو وہ پطرس بخاری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا یہی راشد کے ساتھ بھی ہوا۔راشد کی گورنمنٹ کالج کے زمانے کی جتنی تحریریں ہیں اُن میں پطرس بخاری کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔

اس کے بعد کے عہد کی جتنی بھی تحریریں ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی تحریر ایسی نہیں ہے جس میں مزاح کا انداز اختیار کیا گیا ہو۔یہ شائد گورنمنٹ کالج اور اُس کے رسالہ "راوی" کا مزاج تھا کہ اس دور میں راشد کی تمام تحریریں مزاح کا انداز لیے ہوئے ہیں۔اُن کی سب سے پہلی تحریر دسمبر 1928ء کے رسالہ "راوی" میں دکھائی دیتی ہے جو "رسوائے عالم جنتری" کے عنوان

سے ہے۔اس کے بعد جتنی بھی تحریریں "راوی" میں چھپی اُن کا اسلوب بھی اس سے ملتا جلتا ہی ہے۔اس کے بعد راشد راوی کے ایڈیٹر ہو گئے تو اداریہ بھی اُنہوں نے اُسی رنگ میں لکھا ہے۔اگرچہ اُس کے تحریر کردہ اداریے اتنے طویل نہیں ہیں۔صرف آخری اداریہ جو اُنہوں نے اپریل 1932ء کے راوی کا لکھا ہے وہ قدرے طویل ہے اُس میں بھی شروع میں ہی اُن کے انداز کا پتہ چل جاتا ہے:

۱۔پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔

۲۔پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"اس وقت جب ہم راوی کے اولڈ بوائز نمبر کا اداریہ لکھ رہے ہیں ہم بفضل خدا خود بھی نصف کے قریب اولڈ ہو چکے ہیں۔اس لیے کہ ایم۔اے کے امتحان کے بعد ہم نے آج ہی "غسل صحت" کیا ہے۔" [1]

"رسوائے عالم جنتری" میں راشد نے پورے بارہ مہینوں کا جائزہ لیا ہے اور اس میں کہیں طنز اور کہیں مزاح کے تیر چھوڑے ہیں۔"بابت مارچ" میں اسلامیہ کالج میں ہونے والی جمعہ کی چھٹی کو بھی طنز کا نشانہ بنایا ہے۔راشد کا یہ خاصہ ہے کہ بظاہر عام باتوں کو اُنھوں نے اس انداز سے لکھا ہے کہ اُن میں مزاح کا رنگ پیدا ہو گیا ہے "بابت ماہ مئی" میں لکھتے ہیں:

"اس ماہ گرمی شروع ہو جائے گی اور بڑے شہروں میں برف بکنے لگے گی۔ہلدی کا رنگ زرد ہو جائے گا اور مرچوں کا سرخ،افریقہ اور راجپوتانہ میں گرمی شدت کی ہو گی۔" [2]

اس مضمون کا آغاز ہی راشد نے بڑے خوبصورت انداز میں کیا ہے جس میں وہ بتا رہے ہیں کہ اُنھوں نے یہ جنتری تیار کرنے میں کس قدر محنت سے کام لیا ہے اور وہ اس بات کو چھپانا بالکل نہیں چاہتے بلکہ سب کو بتا دینا چاہتے ہیں:

"یہ جاننا ہر عقلمند شخص کا فرض ہے کہ یہ جنتری ہم نے بڑی جانفشانی سے تیار کی ہے۔اس کی تیاری میں ہمیں بتیس ہزار اعلیٰ درجے کے نجومیوں، جفاروں، فالگوؤں، سبزی فروشوں موچیوں اور چپراسیوں سے مدد حاصل کرنی پڑی ہے۔اگر ایک پیشگوئی بھی غلط ثابت ہو تو ہم آدھ سیر "پیاز" تاوان دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ درخواست پر سردار گورمکھ سنگھ صاحب ساکن نیو ہاسٹل کی سفارش ہو۔" [3]

اپریل ۱۹۲۹ء کے راوی میں بھی راشد کا ایک مضمون ملتا ہے جس کا عنوان "گنجینۂ حکمت" ہے۔اس مضمون سے پہلے ایڈیٹر نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ لگتا یوں ہے کہ راشد نجومیوں اور جفاکاروں کو بے کار کرنے کے بعد اب حکیموں کے پیچھے پڑ گئے ہیں یہ نسخے راشد کے اپنے آزمائے ہوئے ہیں۔اس لیے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجرب ہونگے یا کہ نہیں۔راشد نے بتایا ہے کہ یہ نسخے اُن کے دادا جان کی بیاض خاص میں سے ملے ہیں۔بیماریوں کی تفصیل لکھنے سے پہلے راشد نے مشورہ بھی دیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بیماری آپ کو ہو جائے تو فوراً علاج کروائیں ورنہ پچھتانا پڑ سکتا ہے:

"اگر آپ کو ان میں سے کبھی کوئی بیماری ہو جائے تو ان کا علاج فوراً کیجئے۔ورنہ" بعد میں پچھتانا پڑے گا" اور اگر خدانخواستہ آپ مر جائیں تو مرنے سے سوا دو گھنٹے بعد ہمیں بذریعہ بیرنگ رجسٹر پارسل طلب فرمایئے "ہم خود" معائنہ کر کے نسخہ تجویز کریں گے۔کرایہ آمدورفت و محصول ڈاک بذمہ خریدار! فیس ڈیڑھ پائی فی ہفتہ چارج کی جائے گی جو صرف غربا کا علاج مفت کرنے کی غرض سے مقرر کی ہوئی ہے لیکن ہر حال میں پیشگی لی جائے گی۔" [4]

راشد کا ایک اور مضمون جو راوی میں دکھائی دیتا ہے جس کا عنوان "ہمارا نائی" ہے جو اکتوبر 1929ء کے شمارے میں چھپا ہے۔اس میں راشد نے گاؤں کے نائی کا خاکہ مرتب کیا ہے۔جس سے راشد کو جمعے والے دن حجامت بنوانا پڑتی تھی اس لیے راشد نے جمعے کے دن کو منحوس قرار دیا ہے۔جس دن وہ کمزور سے جسم والا نائی اُس کے لیے دنیا کی مہیب ہستی بن جاتا تھا۔آگے جا کر اُس کی معاشی حالت کا نقشہ بھی کھینچا ہے اور بچوں کے ساتھ اُن کی محبت بارے بھی بات ہوئی ہے:

Vol.4 No.2 2020

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

> ”گاؤں کے نائی ”ہندو مسلم شادی ایجنسی“ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ مجھ سے اکثر یہ پوچھتا (اور فقط مجھے ہی نہیں بلکہ گاؤں کے اکثر لڑکوں سے یہی سوال کیا جاتا ہے) کیوں میاں! تمہیں کتنی بیویاں چاہئیں۔“ مجھے خدا کے فضل سے ان دنوں بیس تک گنتی آچکی تھی۔ فوراً کہہ اُٹھتا ”دس تین تیرا“ وہ کہتا ”ہیں اتنی؟ اچھا بھئی بارہ تو رہیں میرے ذمے اور باقی ایک کا انتظام تم خود کرلینا“ اس پر میں پھولا نہ سماتا اور اُچک کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاتا۔“5

راشد کا ایک مضمون راوی دسمبر 1929ء میں ”ہم نے ایک مضمون لکھا“ کے عنوان سے چھپا ہے۔ اس میں راشد نے کسی ایسے آدمی پر طنز کی ہے جو خود لکھنا نہیں جانتا اور دوسروں پر تنقید کرنا اپنا اولین فرض خیال کرتا ہے۔ اُس کے خیال میں صرف وہی مضامین اچھے مضامین ہیں جس سے ملک و قوم کو فائدہ ہونا چاہیے اُس میں ادب نام کی کوئی چیز بھی نہ ہو۔ اس مضمون میں ایک مکالمہ کے انداز میں راشد نے خود ہی اپنے مضمون ”ہمارا نائی“ پر تبصرہ کیا ہے اور اُسے طنز کا نشانہ بنایا ہے لکھتے ہیں:

> ”شاید میں نے آپ کا ”ہمارا نائی“ پڑھا تھا۔ اس میں مجھ پر بھی کچھ چوٹیں کی گئی ہیں۔ خیر میری تو کچھ ایسی بات نہیں مگر مذہب پر پھبتی اڑانا بہت برا اور غیر شریفانہ ہے۔ میں نے قصداً نہایت شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا، ”مذہب پر پھبتی اڑانا یعنی......؟ ”اللہ رے تجاہل! جمعہ کے سے مبارک دن کو ”منحوس“ کہنا، مذہب پر حملہ نہیں تو کیا ہے (ذرا آہستہ آواز سے) بات یہ ہے کہ ایسی باتوں سے آدمی کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ لیکن یوں بھی تو وہ مضمون کچھ ایسا اچھا نہیں تھا۔ شفیع صاحب کہہ رہے تھے کہ اسلم صاحب کو چودھری صاحب نے بتایا تھا کہ اکرم صاحب آپ کے مضمون کے متعلق کہتے ہیں کہ اُس کی ”سطح ہموار نہیں“ مجھے بھی یہ محسوس ہوا تھا لیکن حضرت کچھ ہی کیوں نہ ہو، آئندہ مضمون ایسے لکھا کیجئے جن سے ہماری ملت میں تازی روح پھونکی جائے اور کالج کے طلباء کی زندگی سدھرے مضمون تو بس لکھتے ہیں چودھری صاحب! سبحان اللہ, دو سطریں ہوتی ہیں مگر غضب کی، نصیحت سے بھری ہوئی اور نہایت ہی سبق آموز، خدا جانے اس شخص نے کیسا دماغ پایا ہے۔“6

راشد نے بہت سارے غیر معیاری لکھنے والوں کو بھی طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ فروری 1931ء کے راوی کا اداریہ راشد نے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مضمون ”رجال الغیب“ کے نام سے چھپا ہے جس میں مختلف لوگوں کی تحریروں پر پیروڈی کے انداز میں طنز کی گئی ہے اس کے علاوہ ایسے ہی مضامین ”بازگشت“ کے نام سے اکتوبر 1931ء کے شمارے میں اور ”کشتی شکستگا نیم، اے باد شرط برخیز“ کے نام سے نومبر 1931ء اور اسی نام سے ء جنوری 1932ء کے شمارے میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس میں ”جستجو“ کے نام سے لکھتے ہیں:

> ”اے بدقسمت انسان! تیرا علاج حکیم یا ڈاکٹر سے ہونا محال ہے۔ تیرا مرض اُن کی سمجھ سے بعید ہے، اور اگر معلوم بھی ہو تو لادوا ہے۔ تیرا علاج صرف وہی مسیحا کر سکتا ہے جس کو تو قبل ازیں صیاد کہہ چکا ہے“

> ”اے بدقسمت مضمون نگار! تیرا علاج اڈیٹر یا سب ایڈیٹر سے ہونا محال ہے۔ تیرا مضمون اُن کی سمجھ سے بعید ہے، اور اگر سمجھ سے بعید نہیں تو ناقابل اشاعت ہے۔ تیرا علاج صرف وہی ٹوکری کر سکتی ہے جس کو تو قبل ازیں ردی کی ٹوکری کہہ چکا ہے۔ یا اب کہے گا۔“7

Vol.4 No.2 2020
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

راشد کے دو مضمون "تب اور اب" جب اور کب کے نام سے بھی ملتے ہیں ان میں راشد نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں پیروڈی کی ہے۔ راشد کا جو مزاحیہ انداز مضامین میں دکھائی دیتا ہے وہی انداز اُن کے اداریوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جون 1931ء کے شمارے میں اُنہوں نے فرسٹ ایئر میں آنے والے طلباء کے لئے ایک سوالنامہ تیار کیا ہے تاکہ آنے والوں کی ذہانت کا اندازہ کیا جاسکے:

"چنانچہ ہم ذیل میں چند سوالات درج کرتے ہیں جن سے ہمارا مقصد "فسٹیز" کی ذہانت کا پتہ چلانا ہے۔ ان سوالوں کے صحیح جوابات بھیجنے والے "فسٹیز" کو بذریعہ قرعہ اندازی علی الترتیب (1) ہوائی جہاز کا فوٹو (2) دیاسلائی کی ایک خالی ڈبیا (3) اور سوڈاواٹر کی شکستہ بوتل انعام میں دی جائیں گی۔

(1) اگر سونے کا بھاؤ بیس روپے فی تولہ ہو اور ایک تولے کی چار انگوٹھیاں بن سکتی ہوں تو بتاؤ لارڈ کرزن کس سن میں پیدا ہوا تھا؟ جواب کسورِ

اعشاریہ میں ہو۔ (2) امیر اور کبیر مل کر ایک کام کو تین گھنٹے میں کر سکتے ہیں۔ لیکن وزیر اس کام کو "بمشکل" دو گھنٹوں میں کر سکتا ہے تو بتاؤ کہ خرگوش ایک گھاس کے کھیت کو کتنے دنوں میں چر لیں گے؟

(3) بھیڑوں کے گلے میں اونٹ جا رہا ہو تو اسے کس طرح شناخت کرو گے؟ (سائنٹیفک طریقہ بتانے والے کو ترجیح دی جائے گی۔" 8

راشد کی مزاح نگاری کا دائرہ کار راوی سے شروع ہو کر راوی میں ہی ختم ہو جاتا ہے جو تقریباً بیس مضامین اور ایک خط پر مشتمل ہے۔ راشد کا ایک خط بھی مارچ 1934ء کے شمارے میں ملتا ہے جو یقیناً اُنہوں نے زمانہ طالب علمی کے بعد لکھا۔ اگرچہ یہ خط "عجائب گھر نے چڑیا گھر کے نام لکھا ہے" بھرپور مزاح لیے ہوئے ہے لیکن اس مزاح کے ساتھ ساتھ فکر کا ایک پہلو بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس میں راشد نے اپنے پرانے کالج (جس نے اُن کی فکر اور خیال کو جلا بخشی) کا ذکر بھی بڑے خوبصورت انداز سے کیا ہے۔ جہاں راشد نے عجائب گھر سے ٹاؤن ہال اور اُس کے سامنے لگی توپ اور "یونیورسٹی کے معمل کیمیائی" کا ذکر کروایا ہے وہاں اپنے گورنمنٹ کالج کا ذکر بھی کروایا ہے اور اُس میں پڑھنے والے طلباء اور اُن کی شرارتوں کو بھی اپنے خط کا حصہ بنایا ہے۔ امیروں اور خواتین کو طنز کا نشانہ بنایا ہے گورنمنٹ کالج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اپنے بوڑھے دوست گورنمنٹ کالج کا ذکر تو بھول ہی گیا۔ یہ دبلا پتلا لمبے قد کا بوڑھا بچپن میں میرا گہرا دوست تھا۔ اپنی ضعیفی کے سبب سے خود تو بہت کم ملنے آتا ہے لیکن اس کے فرزندانِ رشید اکثر آ کر تنگ کیا کرتے ہیں۔" 9

اس کے علاوہ خط کا اختتام بڑا ہی خوبصورت ہے لکھتے ہیں:

"چیرنگ کراس کو میرا نیاز مندانہ سلام کہیے۔ ملاقات کو جی ترستا ہے۔ عزیزی لارنس باغ کے حق میں اکثر دعا کرتا رہتا ہوں۔ خدا اس کی عمر دراز کرے اور وہ اس سے بڑھ کر پھلے پھولے۔" 10

ن۔ م راشد جب گورنمنٹ کالج کے رسالہ "راوی" کے ایڈیٹر بنے تو اُنہیں اداریہ لکھنے کی ذمہ داری بھی نبھانا پڑی۔ اگرچہ ایڈیٹر بننے سے پہلے راشد کے مضامین راوی کی زینت بنتے رہے تاہم اداریہ اُن کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ راشد کے فیصل آباد کے رسالے میں لکھے جانے والے مضامین اور راوی میں چھپنے والے مضامین کا اگر موازنہ کیا جائے تو اسلوب اور زبان و بیان میں ایک نمایاں تبدیلی دیکھنے کو ملتی ہے۔ پہلے لکھے گئے مضامین میں راشد کا انداز بیاں کچھ سادہ اور رومانوی سا ہے لیکن جب لاہور آئے تو پروفیسر لینگ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ہارن ڈکنس، پطرس بخاری اور مدن بھوپال سنگھ جیسے لوگوں کے قریب رہنے کا موقع ملا اور یہی چیز اُن کے اسلوب میں تبدیلی کا باعث بنی ڈاکٹر سعادت سعید اپنی کتاب ”راشد راوی میں“ کے شروع میں ”ن۔م راشد کی چند نثری کاوشیں“ میں لکھتے ہیں:

”گورنمنٹ کالج لاہور میں آنے کے بعد ن۔م راشد کے مضامین کالج کے رسالے راوی میں چھپنے لگے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب اُن کی طبیعت میں پطرس بخاری کی شگفتہ شخصیت کے زیر اثر مزاح اور طنز کی حس بیدار ہوئی۔ تنقیدی مضامین کے علاوہ اس دور میں وہ پیروڈی کی طرف متوجہ ہوئے۔“11ؑ

راوی میں چھپنے والے راشد کے مضامین میں جہاں طنز اور مزاح دکھائی دیتا ہے وہاں راشد کے اداریوں میں بھی اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے جو اُنھوں نے گورنمنٹ کالج کے زمانہ طالب علمی میں راوی کے لیے لکھے۔

فروری 1931ء کے راوی کا اداریہ اگر دیکھیں تو اس میں تنقیدی انداز اختیار کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کسی نے راوی میں چھپنے کے لیے نظم بھیجی جو قابل اشاعت نہ تھی۔ صاحب موصوف وہ نظم شائد اس سے پہلے بھی راوی بکس میں ڈال چکے تھے اس بار وہ راشد کے ہاتھ لگ گئی۔ راشد کے اس پورے اداریے میں اُسی کا تذکرہ دکھائی دیتا ہے:

”ایک دفعہ کا ذکر ہے کسی ”عزیز“ نے راوی کے سابقہ ادارے کے نام اپنی نظم بغرض اشاعت بھیجی تھی مگر بقول ”آنعزیز“ ”وہ تو نہ چھپی......“ تو آپ نے راوی کے موجودہ ادارے کے زمانے میں حالات کی تبدیلی سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے ”چند اشعار بڑی تشویش اور جانکاہی سے موزوں کر کے“ اور ”اخیر کا شعر اگلی نامنظور نظم سے لے کر“ راوی بکس کو اپنی عنایت بے غایات کے زیر بار کر دیا۔ لطف یہ کہ نظم ارسال کرنے والے ”عزیز“ نے ہمارے دوست ”مسٹر ر۔ د۔ اصاحب“ کے پردے میں ہم پر یہ کرم کیا ہے۔ حالانکہ اصلی ”مسٹر ر۔ د۔ اصاحب“ کے متعلق جہاں تک ہمیں علم ہے وہ خود ”موضوع شعر“ بن سکتے ہیں لیکن شعر گوئی سے اُنہیں کبھی دور کا تعلق بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں صرف کبھی کبھار جب انہیں اپنے متعلق غلط فہمی ہو جاتی ہے تو اپنی مشق ستم کے لیے ”راوی“ ہی کو انتخاب فرماتے آگے چل کر لکھتے ہیں:

”اگر اس نظم کے ”مستور مصنف“ اپنے ”حریم ناز“ سے نکلنا گوارا نہیں فرمائیں گے تو ہمیں کالج کے محکمہ سراغرسانی سے استدعا کرنا پڑے گی کہ ہمیں اپنے اس ”گمشدہ عزیز“ کی تلاش میں مدد دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔“13ؑ

جون ۱۳۹۱ء کے راوی کے اداریے میں بھی وہی رنگ دکھائی دیتا ہے۔ راشد نے راوی کے اردو حصہ میں ”بزم سخن“ کے متعلق کچھ لکھ دیا جس کے انچارج قاضی صاحب تھے بات اُن کے کانوں تک بھی چلی گئی اور اُنھوں نے اس کا بُرا منایا۔ اس اداریے میں راشد نہ صرف اُس کی وضاحت کر رہے ہیں بلکہ معافی بھی مانگ رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ اُنھوں نے کالج کے تین لوگوں کو آئی سی ایس کے امتحان میں کامیابی پر مبارک باد بھی پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ فرسٹ ایئر میں داخل ہونے والے طلباء کے استقبال کے طریقے کو بھی ناپسند فرمایا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اُنھوں نے فرسٹ ایئر کی ذہانت کو آزمانے کے لیے اس اداریے میں ایک سوال نامہ بھی شامل کیا ہے:

”چنانچہ ہم ذیل میں چند سوالات درج کرتے ہیں جن سے ہمارا مقصد ”فسٹیز“ کی ذہانت کا پتہ چلانا ہے۔ ان سوالوں کے صحیح جوابات بھیجنے والے ”فسٹیز“ کو بذریعہ قرعہ اندازی علی الترتیب (۱) ہوائی جہاز کا فوٹو (۲) دیا سلائی کی ایک خالی ڈبیا (۳) اور سوڈا واٹر کی ایک شکستہ بوتل انعام میں دی جائیں گی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

(۱) اگر سونے کا بھاؤ بیس روپے فی تولہ ہو اور ایک تولے کی چار انگوٹھیاں بن سکتی ہوں تو لارڈ کرزن کس سن میں پیدا ہوا تھا؟ جواب کسور اعشاریہ میں ہو۔ (۲) امیر اور کبیر مل کر ایک کام کو تین گھنٹے میں کر سکتے ہیں۔ لیکن وزیر اس کام کو ”بمشکل“ دو گھنٹوں میں کر سکتا ہے تو بتاؤ کہ خرگوش ایک گھاس کے کھیت کو کتنے دنوں میں چر لیں گے۔

(۳) بھیڑوں کے گلے میں اونٹ جا رہا ہو تو اسے کس طرح شناخت کرو گے؟ (سائنٹیفک طریقہ بتانے والے کو ترجیح دی جائے گی۔“14ے

اکتوبر ۱۳۹۱ء کے اداریے میں بھی راشد نے ظرافت کا انداز ہی اپنایا ہے۔ اس رسالے کو ترتیب اُنہوں نے نہیں دیا تھا اس لیے لکھتے ہیں:

”راوی کا یہ نمرہ ہماری عدم موجودگی میں ترتیب دیا گیا۔ چنانچہ اس اشاعت میں اگر آپ کو کوئی خوبی نظر آ جائے تو ازراہِ نوازش ہمیں ”ملزم“ نہ گردانئے اور اگر کوئی خامی ہو تو بلا خوف و خطر نیازی صاحب کے سر تھوپ دیجئے۔“ 15ے

یہاں وہ لکھتے ہیں کہ کالج کا مجلہ ”راوی“ جن مقاصد کے لیے نکالا جاتا ہے ایسے مضامین ارسال کریں کہ وہ مقاصد پورے ہو سکیں۔ نومبر ۱۳۹۱ء کے راوی کے اداریے میں اُنہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وہ لوگ جن کی کوئی تحریر راوی میں جگہ نہیں پا سکتی وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ راشد نے جان بوجھ کر اُن کی تحریر کو جگہ نہیں دی یا ایسے لوگ جو کچھ نہیں لکھ سکتے وہ اسسٹنٹ ایڈیٹر بننے کے لیے سفارش کرواتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ وہ بھی طالب علم ہیں اور اُنہیں کسی سے عداوت نہ ہے وہ تو صرف اس رسالے کو باقی کالجوں کے رسالوں سے افضل بنانا چاہتا ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ ہر مضمون نگار اپنے مضمون کو سب سے اعلیٰ خیال کرتا ہے۔ راشد کی مجبوری یہ تھی کہ اردو حصے میں صرف بارہ صفحات آتے تھے اور موصول ہونے والے مضامین کی تعداد میں سے صرف بہترین کا انتخاب کرنا ہوتا تھا اور یہ یقیناً اُن کے لیے بھی بڑا مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔ جنوری ۲۳۹۱ء کے راوی کے اداریے میں راشد نے کسی صاحب کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور طنز کے تیر خوب برسائے ہیں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بخاری صاحب نے زمانہ طالب علمی میں مضمون لکھا تھا ”کتے“ جو ”ہزار داستان“ مرحوم میں چھپا تھا۔ اس پر بہت سارے لوگوں نے حملے کئے جہاں دیگر کالجز کے طلباء نے یہ کام کیا وہاں ہمارے اپنے کالج کے طلباء بھی اس کام میں کسی سے پیچھے نہ رہے افضل صاحب (راشد سے پہلے راوی کے ایڈیٹر) کے زمانہ ادارت میں بھی یہ مضمون ”مکالمہ“ کے عنوان سے ایڈیٹر کی لاعلمی کی وجہ سے چھپ گیا۔ اسی غلطی کو ایک اور طالب علم نے دہرایا اور ”صدائے احتجاج“ کے نام سے دوبارہ ارسال کر دیا۔ جس پر راشد خاصے برہم نظر آتے ہیں لکھتے ہیں:

”ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ ہم اس طالب علم کی اس بیہودہ جسارت پر حیرت اور افسوس کے اُن کے جذبات کا کماحقہ اظہار کر سکیں جو اس وقت ہمارے دل کو مجروح کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اس طالب علم کا ضمیر زندہ ہوتا تو وہ ضرور اس کی اس غیر شریفانہ حرکت کے خلاف ”صدائے احتجاج“ بلند کرتا۔ ایسے ہونہار طلباء گورنمنٹ کالج کی روایات کے دامن پر سیاہ دھبہ ہیں۔ اگر یہ طالب علم مضمون کے اصلی اور واجب الاحترام نگارندہ کو اپنی تمام تر شرافت کو بالائے طاق رکھ کر ”گالیاں“ تک دے لیتے تو غالباً ہمیں یا صاحب موصوف کو اس قدر قلق نہ ہوتا جو ہمیں اُن کی موجودہ کارروائی سے ہوا ہے۔“16ے

Vol.4 No.2 2020

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اُنھوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ صاحب موصوف نے یہ مضمون دس سالہ پرانے "ہزار داستان" میں دیکھا ہو گا اور پطرس بخاری صاحب سے ناواقف ہونگے اس لیے یہ حرکت کی۔ وہ بخاری صاحب کو بھی مشورہ دے رہے ہیں کہ جب اتنے لوگ یہ حرکت کر چکے ہیں تو وہ اس کو اپنا مضمون کہنے پر کیوں بضد ہیں۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اسے ادبی یتیموں میں تقسیم کر دیں۔ اُنھوں نے مضمون بھیجنے والے کے پہلے چھپے ہوئے مضمون پر بھی شک کا اظہار کیا ہے کہ شائد وہ بھی کسی کا چرایا گیا ہے۔

آخر میں ایک اطلاع کی صورت میں انہوں نے مارچ میں اولڈ بوائے نمبر شائع کرنے کا اعلان کیا ہے جس میں اُن اولڈ راوئینز سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو زمانہ طالب علمی میں راوی کے لیے لکھتے رہے وہ اپنی تازہ ترین تحریروں سے نوازیں۔ آخر میں مصارف برداشت کرنے پر "بزم سخن" سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا ہے۔

مارچ۔ اپریل ۲۳۹۱ء کا اداریہ جو راشد کے اولڈ بوائے نمبر کا لکھا اُس کا آغاز ہی بڑا اچھا ہے لکھتے ہیں:

"اس وقت جب ہم "راوی" کے "اولڈ بوائز نمبر" کا اداریہ لکھ رہے ہیں۔ ہم بفضل خدا خود بھی نصف کے قریب اولڈ بوائے ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ ایم اے کے امتحان کے بعد ہم نے آج ہی "غسلِ صحت" کیا ہے اور شومئ قسمت دیکھئے کہ آج ہی نسیم صاحب اداریے کے لیے ہمارے سر پر جن کی طرح سوار ہیں۔ خدا رحم فرمائے۔"17ے

آگے چل کے لکھتے ہیں کہ اولڈ بوائے نمبر کا خیال مسعود صاحب نے دیکھا اور اُس عملی کو جامہ میں نے پہنایا۔ جس سے نہ صرف ہمیں خوشی ہو گی بلکہ پہلے تینوں بزرگوں کی روحیں بھی خوش ہونگی۔ اُنھوں نے مضامین ارسال کرنے والوں کو سراہا۔ اس کے بعد مصارف کا ذکر ملتا ہے کہ کس نے برداشت کیے۔ آخر میں پسندیدگی کی استدعا کر رہے ہیں لکھتے ہیں:

"ہمیں قطعاً یہ دعوے نہیں کہ ہم نے "اولڈ بوائز نمبر" نکال کر ادب اُردو کی کوئی "معرکۃ الآراء" خدمت سر انجام دی ہے۔ یا وہ بہادری کا کارنامہ دکھلایا ہے جو "سنہری حرفوں" میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ یہ علیٰحدہ بات ہے کہ آیا سنہری حرفوں میں لکھ دینے سے کسی کارنامے کی اصلی حیثیت میں کچھ فرق پڑتا ہے یا نہیں پڑتا۔ یہ ایک سائنٹیفک مسئلہ ہے۔ جو بہت ہی گہرا ہے اور فی الحال آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ بہر حال اس "بدعت" پر صرف یہ خواہش ہے کہ آپ کفر کے فتوے صادر کرنے کی بجائے جائز پسندیدگی کا اظہار فرمائیں۔ کیونکہ ورنیکلر سیکشن کے ایڈیٹروں کے لیے یہی "رول آف آنر" ہے۔"18ے

اسی اداریے کا دوسرا حصہ راشد نے "گورنمنٹ کالج میں اردو" کے عنوان کے تحت لکھا اور اس میں راوی اور گورنمنٹ کالج سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی اردو زبان کے لیے خدمات کا ذکر ملتا ہے۔ راشد نے اس ذکر کو سر علامہ اقبال سے شروع کیا ہے اور سر عبد القادر، مرزا محمد سعید اور خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب اور اُن خدمات کا ذکر کرتے ہوئے حسن جعفری پر ختم کیا ہے چونکہ یہ راشد کا آخری اداریہ تھا اس لیے وہ اس میں اُن تمام اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اُن کے ساتھ تعاون کیا تھا

حوالہ جات

(1) راوی، لاہور: گورنمنٹ کالج، جلد ندارد، نمبر ندارد، ماہ مارچ، اپریل 1932ء، ص نمبر: 3

(2) راوی، لاہور: گورنمنٹ کالج، دسمبر ۸۲۹۱ء ص نمبر: 13

Vol.4 No.2 2020

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

(3) ایضاً ص نمبر:12

(4) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،اپریل 1929ء ص نمبر:13

(5) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،اکتوبر1929ء ص نمبر:13

(6) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،دسمبر1929ء ص نمبر:11

(7) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلد26،نمبر4،فروری1932ء،ص نمبر:109

(8) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلد25،نمبر8،جون1931ء،ص نمبر:2

(9) سعادت سعید،ڈاکٹر،محمد رفیق،(مرتبین)،راشدراوی میں،ص نمبر:82

(10) ایضاً ص نمبر:83

(11) سعادت سعید،ڈاکٹر،محمد رفیق،(مرتبین)،راشدراوی میں،لاہور:جی سی یونیورسٹی،2010ء،ص نمبر:8

(12) راوی،لاہور:جلد25،نمبر4،فروری 1931ء،ص نمبر:1

(13) ایضاً

(14) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلد25،نمبر8،جون1931ء،ص نمبر:2

(15) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلد26،نمبرا،اکتوبر1931ء،ص نمبرندارد

(16) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلد26،نمبر۳،جنوری1932ء،ص نمبر:2

(17) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلدندارد،نمبرندارد،ماہ مارچ،اپریل1932ء،ص نمبر:3

(18) راوی،لاہور: گورنمنٹ کالج،جلدندارد،نمبرندارد،ماہ مارچ،اپریل1932ء،ص نمبر:5